امام اسحاق بن راہویہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۱ھ ——— ۲۳۸ھ

(مولانا محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور)

(۱)

نام و نسب | اسحاق بن ابراہیم بن مخلد نام، ابو یعقوب کنیت ۱۶۱ھ میں خراسان کے مشہور شہر مرو میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی طور پر آپ کے دونو کانوں میں سوراخ تھے۔ یہ دیکھ کر آپ کے والد گھبرائے اور وقت کے ایک بزرگ فضل بن موسیٰ سینانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اس کے دونوں کانوں میں سوراخ ہیں۔ وہ بولے تمہارا یہ بیٹا بیحد شریر یا انتہائی نیک ہوگا۔[۱] اس بزرگ کے قول کے مطابق آپ انتہائی نیک ثابت ہوئے اور اپنے علم و فضل، زہد و ورع تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے امامت کے بلند مقام پر پہنچے اور ہزارہا بندگانِ خدا کے سینوں کو نورِ علم سے منوّر کر دیا۔ آپ کا نسب حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم سے جا ملتا ہے۔ اس وجہ سے آپ حنظلی تمیمی کہلاتے ہیں۔

ابن راہویہ کہلانے کی وجہ | آپ کے والد ابراہیم مکہ کے راستہ میں پیدا ہوئے تھے اس لیے لوگوں نے ان کو راہویہ (راستہ میں پیدا ہونے والا) کہنا شروع کر دیا۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ مجھ سے امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے پوچھا۔ آپ کو ابن راہویہ کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ لقب آپ کو ناگوار تو نہیں گزرتا؟ میں نے کہا میرے والد صاحب راستے میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے اہل مرو ان کو راہویہ کہنے لگے۔ میرے والد اس لقب کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن میں مکروہ نہیں سمجھتا۔ امام احمد بن حنبل بھی راہویہ کہنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ ہدایت کرتے تھے کہ آپ کو اسحاق بن ابراہیم حنظلی کہہ کر پکارا جائے۔[۲]

طلب علم | حسب معمول آپ نے چھوٹی عمر میں پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے اپنے شہر کے شیوخ حدیث اور ائمہ لغت کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان کے علم و فن کو اپنے سینہ میں محفوظ کیا۔ ان میں امام عبداللہ بن مبارک، فضل شیبانی، نضر بن شمیل، ابو تمیلہ یحییٰ

---

[۱] تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۴۶ [۲] تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۴۶ و ابن خلکان ج ۱ ص ۶۴

بن واضح اور عمر بن ہارون خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ نے ۱۸۴ھ میں پہلی دفعہ رخت سفر باندھا اور بلاد اسلامی ملک میں شمع علم کے پیچھے پروانہ وار گھومنے لگے۔ شام و عراق، حجاز و یمن میں کوئی ایسا نامور اہل علم نہیں گزرا جس کے پاس حاضر ہو کر آپ نے اس کے خرمن علم سے خوشہ چینی نہ کی ہو۔ دن رات کی اس مسلسل طلب و جستجو اور محنت و جانکاہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے وقت میں آپ کا شمار چوٹی کے علماء میں ہونے لگا اور بالاتفاق آپ اہل سنت کے امام تسلیم کر لئے گئے۔ اپنے شہر کے اساتذہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ائمہ حدیث سے خصوصیت کے ساتھ استفادہ کیا:۔

جریر بن عبدالحمید، معتمر بن سلیمان، امام سفیان بن عیینہ، امام عبدالرحمان بن مہدی عبدالوہاب ثقفی، امام عبدالرزاق، ولید بن مسلم، محمد بن جعفر الملقب بہ غندر، عبدالعزیز دراوردی حفص بن غیاث اور عیسےٰ بن یونس وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین۔

حافظہ حافظہ غضب کا پایا تھا۔ آپ کی مضبوط یادداشت کے حالات سن کر لوگ حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔ خود فرماتے ہیں ایک دفعہ عبداللہ بن طاہر امیر خراسان نے مجھ سے کہا۔ "مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کو ایک لاکھ حدیث یاد ہے"۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا ایک لاکھ کیا ہے؟ میں یہ جانتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سنا اسے حفظ کر لیا۔ اور جو حفظ کیا اسے کبھی نہیں بھولا۔[۱] ابوداؤد خفاف کا بیان ہے آپ نے اپنی یادداشت سے ہمیں گیارہ ہزار احادیث املا کرائیں۔ پھر انہیں زبانی پڑھ کر سنایا اور ایک حرف کی کمی و بیشی نہیں ہونے دی[۲]

ابراہیم بن ابوطالب کہتے ہیں۔ آپ تلامذہ کو اپنی کتاب مسند زبانی املا کرایا کرتے تھے کسی طرح ایک سبق مجھ سے رہ گیا۔ میں نے اس کے لکھانے کے لئے کئی دفعہ التجا کی مگر ہر دفعہ آپ معذوری کا اظہار فرماتے۔ ایک دن اسی غرض کے لئے حاضر ہوا اور دیکھا کہ گاؤں سے بہت بڑی مقدار میں حنظل (تُمّے) آئے ہیں۔ آپ نے مجھے فرمایا ان لوگوں کے پاس ٹھہریئے اور حنظل کا وزن لکھتے جایئے۔ فراغت کے بعد میں تمہیں فوت شدہ سبق لکھا دونگا۔ میں حسب الحکم وزن لکھنے لگا۔ فارغ ہو کر میں نے اطلاع دی آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا فوت شدہ

[۱] تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۵۴ [۲] ایضاً تہذیب التہذیب ص ۲۱۷/۱ و تذکرہ ص ۲/۲

سبق کی پہلی حدیث کونسی ہے؟ میں نے پہلی حدیث پڑھ کر سنائی۔ آپ دروازہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور پورا سبق اس طرح کھڑے کھڑے زبانی املا کرا دیا۔ آپ نے اپنی ساری کتاب مسند زبانی لکھوائی تھی اور ختم ہونے پر اوّل سے لیکر آخر تک دوبارہ زبانی سنائی[1]۔

ایک دفعہ امام صاحب امیر خراسان عبد اللہ بن طاہر کی مجلس میں موجود تھے۔ ابراہیم[2] بن ابی صالح بھی حاضر تھا۔ امیر نے امام صاحب سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے کہا اس مسئلہ میں سُنّت یہ ہے اور اہل حدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابوحنیفہ اور ان کے اتباع اس کے خلاف ہیں۔ اس پر ابراہیم بن ابی صالح کہنے لگا۔ ابوحنیفہ اس کے خلاف نہیں۔ آپ فرمانے لگے۔ میں نے یہ مسئلہ اس کے دادا کی کتاب سے اس وقت یاد کیا تھا جبکہ میں اور وہ دونو ایک ہی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ابراہیم بولا۔ اللہ تعالیٰ امیر کو نیک اعمال کی توفیق دے۔ اسحاق میرے دادا پر جھوٹ بول رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی کتاب جامع کی فلاں فلاں جلد منگوائی جائے۔ چنانچہ کتاب لائی گئی اور امیر اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ آپ بولے اس کے گیارہویں ورق کی نانویں سطر پڑھیے آپ کو میری صداقت معلوم ہو جائیگی۔ امیر نے پڑھ کر دیکھا تو امام صاحب کی بات درست ثابت ہوئی۔ امیر کہنے لگا آپ کو مسائل تو حفظ ہیں ہی لیکن تعجب یہ ہے کہ آپ کو کتاب کا صفحہ اور سطر تک کیسے یاد رہا؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت مجھے آج جیسے دن کے لئے عطا فرمائی ہے۔ تاکہ میرے ہاتھوں اس جیسے دشمن کو ذلت نصیب ہو[3]۔

ابویحیی شعرانی کہتے ہیں میں نے کبھی آپ کے ہاتھ میں کتاب نہیں دیکھی ہمیشہ آپ اپنی یادداشت سے ہی حدیث بیان کیا کرتے تھے[4]۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں۔ امام اسحاق سے بڑھ کر قوی الحافظ کوئی آدمی دیکھنے میں نہیں آیا[5]۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں تعجب ہے کہ احادیث بیان کرنے میں تمام تر دارومدار قوتِ حفظ پر ہونے کے باوجود آپ غلطی اور خطا کے ارتکاب سے محفوظ رہتے ہیں[6]۔

ابن شبرمہ کا بیان ہے۔ ایک دفعہ امام شعبی نے کہا "میں نے آج تک کبھی سفید چیز پر سیاہ دھبہ

---

[1] تاریخ بغداد ص ۳۵۴ / ج ۶ [2] ابراہیم بن ابی صالح ایک ضعیف، ناقابل اعتماد اور بدعقیدہ آدمی ہے اس کے متعلق امام مسلم فرماتے ہیں: جہمی لا یکتب حدیثه حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ اسحاق بن راھویہ فی مجلس عبد اللہ بن طاہر لسان المیزان ص ۶۹ / ج ۱
[3] تاریخ بغداد ص ۳۵۳ / ج ۶ [4] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی ص ۲۳۵ [5] تذکرہ ص ۲ / ۱ [6] ایضاً

نہیں لگایا (یعنی قوی یادداشت کے سبب لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔) جب کوئی شخص مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتا ہے وہ میرے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ میں نے یہ خواہش بھی کبھی نہیں کی کہ اسے دوسری مرتبہ دُہرایا جائے"۔ میں نے امام شعبی کا یہ قول امام موصوف سے بیان کیا تو فرمانے لگے "کیا تمہیں اس پر تعجب ہو رہا ہے؟" میں نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمانے لگے میرے حافظہ کا بھی یہی حال ہے۔ میں جو کچھ سُنتا ہوں لوحِ قلب میں محفوظ کر لیتا ہوں۔ اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی ستر ہزار سے زیادہ احادیث مجھے اس طرح ازبر ہیں گویا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں[1]۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نہانے کے لئے حمام میں داخل ہوتا ہوں تو ستر ہزار احادیث میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں[2]۔ نیز فرمایا ایک لاکھ احادیث کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ میری کتابوں میں کہاں کہاں لکھی ہیں۔ ان کی جائے تحریر مجھے اس طرح ضبط ہے جیسے میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ ستر ہزار احادیث زبانی یاد ہیں لوحِ حافظہ پر چار ہزار ایسی احادیث بھی نقش ہیں جو محض بے بنیاد اور موضوع ہیں۔ کسی نے پوچھا موضوع و بناوٹی احادیث یاد رکھنے سے فائدہ؟ بولے۔ ان میں سے جب کوئی حدیث صحیح حدیثوں میں ملا کر بیان کی جاتی ہے۔ تو میں اسے پہچان لیتا ہوں اور اس کو صحیح احادیث سے اس طرح الگ کر دیتا ہوں جس طرح کپڑے سے جوں نکال دی جاتی ہے[2]

آپ حیرت انگیز یادداشت کے مالک تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ صرف زبانی درسِ حدیث دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ تفسیر کی املا بھی زبانی ہی کرایا کرتے تھے جسے دیکھ کر بڑے بڑے اساطینِ حفظ بھی انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ احمد بن مسلمہ کا بیان ہے میں نے امام ابو حاتم سے کہا امام اسحاق بن راہویہ تفسیر پڑھاتے وقت کتاب سامنے نہیں رکھتے۔ پوری تفسیر زبانی ہی لکھایا کرتے ہیں۔ فرمانے لگے یہ بڑی تعجب انگیز بات ہے احادیث اور ان کی اسانید کا حفظ کرنا آسان ہے مگر تفسیری اسانید اور اس کے الفاظ کا ضبط رکھنا بڑا مشکل ہے[3]

علم و فضل آپ کے ہم عصر اور بعد کے آئمہ حدیث نے آپ کے علم و فضل کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور غیر مبہم الفاظ میں آپ کی امامت کی شہادت دی ہے امام احمد بن حنبل رح

---

[1] تاریخ بغداد ص ۳۵۱ ج ۶ [2] تاریخ بغداد ص ۳۵۲ ج ۶ [3] تہذیب التہذیب ص ۲۱۸ ج ۱

نے مختلف اوقات میں آپ کی علمی استعداد، اجتہادی قابلیت اور کتاب و سنت کی نشر و اشاعت میں آپ کی مساعی جمیلہ کو نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

"اسحاق بن راہویہ سے ہزار اختلاف سہی مگر یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ ان جیسا دوسرا کوئی متبحر عالم خراسان جانے کے لئے دجلہ کے پل پر سے نہیں گذرا۔ رہا اختلاف تو وہ لوگوں میں ہر زمانہ میں ہی پایا جاتا ہے[1] کبھی فرمایا عراق میں ڈھونڈے سے بھی آپ کی نظیر نہیں ملتی[2] ایک دفعہ کسی نے آپ سے امام موصوف کی نسبت پوچھا تو فرمانے لگے میں حیران ہوں کہ امام اسحاق جیسے متفق الامامت شخص کے متعلق پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ حالانکہ وہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کے مسلمہ اماموں میں سے ایک امام ہیں[3]

امام نسائی فرماتے ہیں۔ امام اسحاق بن راہویہ ثقہ، مامون اور آئمۂ اسلام میں سے ایک امام ہیں[4] امام یحییٰ فرماتے ہیں خراسان میں علم کے دو بیش قیمت خزانے ہیں۔ ایک خزانہ محمد بن سلام بیکندی کے پاس اور دوسرا اسحاق بن راہویہ کے پاس ہے[5]

آپ کی وفات کی خبر سن کر محمد بن اسلم طوسی کہنے لگے میں نے امام موصوف سے بڑھ کر خدا تعالےٰ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علم میں اپنے زمانہ کے تمام لوگوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء　　　اللہ تعالےٰ کے بندوں میں اس سے ڈرنے والے اہل علم ہی ہوا کرتے ہیں۔

یہ قول ذکر کرنے کے بعد علامہ سبکی لکھتے ہیں۔ اس مضمون کو منطق کی شکل اول میں یوں ادا کیا جاسکتا ہے۔ کان اسحاق اعلم الناس وکل من کان اعلم الناس کان اخشی الناس فکان اسحاق اخشی الناس۔ چونکہ صغریٰ کا محقق ہونا ضروری ہے اس لئے ثابت ہوا کہ امام اسحاق کا اعلم الناس ہونا ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے[6] آپ کی وسعت معلومات کا یہ حال تھا کہ اگر امام سفیان ثوری زندہ ہوتے تو یقیناً آپ کے علم کے محتاج ہوتے (محمد بن عبد السلام

---

[1] تاریخ بغداد ص ۳۴۸ ج ۶　[2] تہذیب التہذیب ص ۲۱۷ ج ۱　[3] تاریخ بغداد ص ۳۵۰ ج ۶　[4] ایضاً "۔

[5] ایضاً ص ۳۴۹　[6] طبقات الشافعیہ کبریٰ للسبکی ص ۲۳۴ ج ۱

کہتے ہیں میں نے محمد طوسی کا یہ قول احمد بن سعید رباطی سے بیان کیا تو وہ کہنے لگے بخدا! اگر سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید اور حماد بن سلمہ جیسے اساطین آج زندہ ہوتے تو آپ کے خرمن علم سے خوشہ چینی کرتے۔ محمد کہتے ہیں یہ سن کر مجھے پہلے سے بھی زیادہ تعجب ہوا اور میں نے ان حضرات کے خیالات محمد بن یحییٰ صفار سے ذکر کئے۔ وہ فرمانے لگے ان لوگوں پر ہی کیا موقوف ہے؟ خدا کی قسم! اگر آج سرخیل تابعین امام حسن بصری موجود ہوتے تو بہت سی علمی چیزوں میں امام موصوف کے دست نگر ہوتے[1]۔ امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں اگر امام اسحاق تابعین کے زمانہ میں موجود ہوتے تو وہ اشگاف الفاظ میں آپ کے بے پناہ حافظہ، وسیع علم اور عمیق فقاہت کا اقرار کرتے[2]۔

آپ نے اپنی ساری زندگی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی نشر و اشاعت اور ان ہی کی تعلیم و تدریس کے لیئے وقف کر رکھی تھی۔ ملک میں رائج الوقت سیاسی و سماجی تحریکوں اور دوسرے دنیاوی کاروبار سے مطلق سروکار نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیوی امور میں آپ کی رائے کچھ وقیع نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ابو یحییٰ شعرانی کا بیان ہے۔ میں نے جب کبھی کسی علمی مسئلہ میں امام موصوف سے مذاکرہ کیا۔ اس میں انہیں یگانہ روزگار پایا لیکن جب کبھی کوئی دنیاوی مسئلہ زیر بحث آیا تو وہ اس میں بالکل تہی دامن ثابت ہوئے اور ان کی رائے میں کچھ وزن معلوم نہیں ہوا[3]۔

تفسیر آپ کو علم تفسیر میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ تلامذہ کو زبانی تفسیر املا کرایا کرتے تھے بقول ابن ندیم آپ نے اس فن میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جو "کتاب التفسیر لابن راہویہ" کے نام سے مشہور ہے[4]۔

حدیث حدیث آپ کا وہ مخصوص اور محبوب فن ہے جس کی نشر و اشاعت میں آپ کی عمر گرانمایہ کا ایک ایک لمحہ گذرا۔ اس میں آپ کے تبحر اور کمال کا یہی ثبوت کافی ہے کہ آپ "امیر المومنین فی الحدیث" کے ممتاز لقب سے سرفراز تھے خلیلی ارشاد میں لکھتے ہیں۔

---

۱ تاریخ بغداد ص۳۴۹ ج۶ و تذکرۃ الحفاظ ص۲ ج۲ ۲ تاریخ بغداد ص۳۵ ج۶ ۳ طبقات کبری شافعیہ للسبکی ص۲۴۳ ج۱ و تاریخ بغداد ص۳۵۴ ج۶ ۴ فہرست لابن الندیم ص۳۲۱

کان یسمی شہنشاہ الحدیث[1] یعنی آپ کو علم حدیث کا بادشاہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

ایک دفعہ امام احمد بن حنبلؒ کے دریافت کرنے پر آپ نے ایک حدیث بیان کی کسی نے کہا اسے ابو یعقوب وکیع یہ روایت آپ سے مختلف بیان کرتے ہیں۔ اس پر امام احمد فرمانے لگے۔

اسکت اذا حدثك ابو یعقوب امیر المومنین فتمسك به[2] — خاموش! جب امیر المومنین ابو یعقوب کوئی حدیث بیان کریں تو اسے بلا چون وچرا قبول کر لو۔

فقہ فقہ میں بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا اور آپ کو اس فن میں مجتہدانہ قدرت حاصل تھی قاضی ابو اسحاق شیرازی، ابن ندیم، امام حاکم، امام ابن عبد البر اور علامہ ابن کثیر نے آپ کا شمار فقہائے محدثین میں کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ میں سنہ ۲۳۸ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔

وفیها توفي اسحاق بن راهویه احد الاعلام وعلماء الاسلام والمجتهدین من الانام[3] — اس سال علمائے اسلام اور مجتہدین عظام میں سے ایک چوٹی کے امام اسحاق بن راہویہ کا انتقال ہوا۔

قاضی ابن خلکان فرماتے ہیں۔

جمع بین الحدیث والفقه والورع[4] — آپ حدیث، فقہ اور تقویٰ و پرہیزگاری میں جامع صفات کے مالک تھے۔

مذاہب اربعہ کے چوتھے رکن امام احمد بن حنبلؒ نے بھی آپ کی فقہی عظمت کی تصدیق فرمائی ہے۔ آپ کے شاگرد رشید ابو بکر اثرم نے آپ سے پوچھا کیا آپ کی رائے میں اسحاق بن راہویہ سے علم فقہ حاصل کرنا ٹھیک ہے؟ کیونکہ انہیں اس فن میں مہارت تامہ حاصل ہے آپ نے شاگرد کی اس بات پر یہ کہہ کر مہر تصدیق ثبت کی۔

---

[1] طبقات کبریٰ شافعیہ للسبکی ص۲۳۵ جلد ا [2] معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص۴۳ وتاریخ بغداد ص۳۵۱/ج۶
[3] البدایہ ص۳۱۷/ج۱۰ [4] ابن خلکان ص۶۴/ج۱

سا انھمہ ھو کیس[۱] واقعی وہ اس فن میں بڑے سمجھدار اور انتہائی فہیم ہیں۔

اسحاق بن منصور کے حالات میں علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فقیہ تھے[۲] انہوں نے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ سے فقہی مسائل کو سیکھا۔ اور کتابوں میں مدون کیا الغرض تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ مذہبی علوم میں آپ کا مرتبہ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل اور امام عبداللہ بن مبارک سے کسی طرح کم نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے اپنی مشہور عالم کتاب "جامع ترمذی" میں ان آئمہ کے دوش بدوش بالالتزام آپ کے فقہی اجتہادات اور حدیثی نکات کو جگہ جگہ پیش فرمایا ہے۔ اور آپ کے اعتماد، احتجاج اور استناد میں اقوال کو وہی درجہ دیا ہے جو ان کے نزدیک ان ائمہ کے اقوال کو حاصل ہے۔ (باقی)

۸/۲۰

ساٹھ کتابیں مفت

حدیث کی مشہور و معروف کتاب صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی کی پہلی تین جلدیں خریدکر ساٹھ کتب مفت طلب کیجئے۔ قیمت فی جلد -/۸/- روپے محصولڈاک فی جلد -/۲/۱ روپیہ آرڈر کے ہمراہ چوتھائی رقم پیشگی بھیجئے۔ یہ رعایت یکم اگست ۱۹۵۷ء تک ہے۔

مکتبہ سعودیہ برنس روڈ کراچی

مفت

مولانا محمد سورتی مرحوم پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی کا برزخ اور عذاب قبر کے انکار کرنیوالے منکرین حدیث کے جواب میں مدلل اور سیر حاصل مقالہ جو کتابی شکل میں شائع ہوگیا ہے صفحات ۵۰ صرف دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کیجئے۔

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ۔ لاہور

۲/۹

ہندوستانی شائقین حدیث کو

خوشخبری

بھارت میں المکتبۃ السلفیہ لاہور کی طبع کردہ نسائی شریف و دیگر کتب المکتبۃ السلفیۃ ہی کے مقررہ ہدیہ جات پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمایئے۔

ناظم

مکتبہ اشاعت دینیات مومن پورہ۔ بمبئی نمبر ۱۱

[۱] تاریخ بغداد جلد ۹ ص ۳۴۹ [۲] ایضاً جلد ۶ ص ۳۶۳